

THE IMAGE IN THE MIRROR

Dorothy L Sayers



آئینہ میں جھلکتا عکس

میرے سامنے جو چہرہ تھا جسے میں روز آئینے میں دیکھتا تھا، مگر وہ مسکرا رہا تھا اور پھر اچانک مڑ کر پیچھے چلا گیا، جیسے وہ حقیقت میں 'میں' نہیں تھا، بلکہ صرف ایک عکس تھا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ آپ خود کو نہ پہچانیں؟ میں نے اخبار میں تصویر دیکھی۔ وہ میری تھی، مگر وہ وہاں کیسے آئی؟ یہ سب کچھ میرے دماغ کو الجھا رہا تھا، جیسے حقیقت اور فریب کے درمیان ایک دھندلا سا فرق تھا جس سے نکلنا ناممکن تھا

مترجم : مظہر حسین

<https://www.facebook.com/share/g/17gVK6Xocf/>

ایک چھوٹے قد کا آدمی، جس کے بالوں کی ایک لٹ بڑھی ہوئی تھی، ایک کتاب میں اتنا گم تھا کہ و مزے کو اپنی کتاب واپس مانگنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اس نے دوسری آرام دہ کرسی کو قریب کر لیا، اپنا مشروب آرام سے رکھا، اور خود کو کتاب پڑھنے میں مصروف کر لیا، جو ہمیشہ کی طرح لاؤنج کی میز پر رکھی تھی۔ وہ چھوٹا آدمی مسلسل کتاب پڑھتا رہا۔ اس کی کمینیاں کرسی کے بازوؤں پر ٹکی ہوئی تھیں، سر جھکا ہوا تھا اور وہ پوری توجہ سے پڑھ رہا تھا۔ وہ گہرے سانس لے رہا تھا، اور جب صفحہ پلٹنے لگتا، تو کتاب کھٹنوں پر رکھ کر دونوں ہاتھوں سے صفحہ بدلتا۔ و مزے نے اندازہ لگایا کہ وہ آدمی شاید زیادہ کتابیں پڑھنے والوں میں سے نہیں ہے۔

آئینے میں جھلکتا عکس

جب اس نے کہانی ختم کی، تو پیچھے کی طرف جھکا اور ایک جگہ دوبارہ غور سے پڑھا۔ پھر اس نے کتاب کھلی حالت میں میز پر رکھ دی اور اسی دوران اس کی نظر و مزے سے مل گئی۔

"معاف کیجیے گا، صاحب،" اس نے ہلکے سے مقامی لہجے میں کہا، "کیا یہ کتاب آپ کی ہے؟"

"کوئی بات نہیں،" و مزے نے پیار سے جواب دیا، "مجھے تو یہ زبانی یاد ہے۔ بس ساتھ لے آیا تھا تاکہ وقت گزاری کے لیے کچھ ہو جائے۔ جب بھی اسے کھوتا ہوں، کچھ نہ کچھ دلچسپ ضرور ملتا ہے۔"

"یہ جناب ویلز ہیں نا؟" سرخ بالوں والے شخص نے بات بڑھائی، "واقعی کمال کے لکھاری ہیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ سب کچھ اتنا اصلی لگتا ہے، حالانکہ بعض باتوں پر یقین نہیں آتا۔ مثال کے طور پر یہ کہانی—کیا آپ کو لگتا ہے کہ ایسا کچھ واقعی ہو سکتا ہے؟ جیسے آپ یا میں ہوں؟" و مزے نے صفحے پر نظر ڈالی۔

"دی پلیٹنرا ایکسپیریمینٹ"، "اُس نے کہا۔" یہ وہی کہانی ہے جس میں ایک اسکول کا ماسٹر دھماکے کے بعد چوتھی سمت میں چلا جاتا ہے، اور جب واپس آتا ہے تو اس کا دایاں اور بائیں طرف الٹ گیا ہوتا ہے۔ دیکھیں، مجھے نہیں لگتا کہ ایسا واقعی ہو سکتا ہے، لیکن چوتھی سمت کا خیال دلچسپ ضرور ہے۔"

"اچھا—" وہ رکا اور تھوڑا جھجک کر و مزے کی طرف دیکھا۔ "میں تو چوتھی سمت کو اچھی طرح سمجھ نہیں پایا۔ مجھے تو پہلے پتا بھی نہیں تھا کہ ایسی کوئی چیز ہوتی ہے، لیکن ویلز اسے بڑی آسانی سے بیان کرتے ہیں، خاص طور پر اُن کے لیے جو سائنس سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ دایاں اور بائیں والا معاملہ—یہ تو میں جانتا ہوں، ذاتی تجربے سے۔ اگر آپ یقین کریں تو۔"

آئینے میں جھلکتا عکس

ومزے نے سگریٹ کیس آگے بڑھایا۔ چھوٹے آدمی نے فوراً بایاں ہاتھ بڑھایا، پھر رُک گیا اور دایاں ہاتھ آگے کیا۔

"دیکھا آپ نے؟ میں ہمیشہ بائیں ہاتھ سے کام شروع کر دیتا ہوں، جب تک دھیان نہ دوں۔ بالکل پلیٹنر کی طرح۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ عادت بدلے، مگر فرق نہیں پڑتا۔ لیکن یہ کوئی خاص مسئلہ نہیں۔ بہت سے لوگ بائیں ہاتھ سے کام کرتے ہیں۔ اصل پریشانی یہ نہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ جب میں چوتھی سمت میں ہوتا ہوں—یا جو بھی وہ ہے—تو وہاں میں کیا کر رہا ہوتا ہوں، یہی سوچ کر مجھے بہت بے چینی ہوتی ہے۔" وہ گہری سانس لے کر بولا، "میں بس پریشان ہوں—ایسی پریشانی جو موت کے قریب ہونے جیسی لگتی ہے۔"

ومزے نے پیار سے کہا۔ "فرض کریں آپ مجھے ساری بات بتادیں،" "میں عام طور پر کسی کو یہ بات نہیں بتاتا،" چھوٹے آدمی نے کہا، "کیونکہ لوگ سمجھیں گے کہ میں پاگل ہوں۔ لیکن اب یہ بات میرے بس سے باہر ہو گئی ہے۔ ہر صبح جب میں اٹھتا ہوں، تو سوچتا ہوں کہ رات کو میرے ساتھ کیا ہوا تھا، اور کیا آج واقعی وہی تاریخ ہے جو ہونی چاہیے۔ جب تک میں صبح کا اخبار نہ پڑھ لوں، مجھے سکون نہیں ملتا۔ اور تب بھی دل مطمئن نہیں ہوتا..."

خیر، میں آپ کو سب کچھ بتا دیتا ہوں—بس امید ہے آپ اسے بوجھ نہیں سمجھیں گے۔ سب کچھ شروع ہوا..." وہ اچانک رکا اور پریشانی سے کمرے میں ادھر ادھر دیکھا۔ "کہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا؟ اگر آپ برا نہ مانیں، تو اپنا ہاتھ ذرا یہاں رکھیں۔"

اس نے اپنا دوہرا کوٹ کھولا اور ومزے کو سینے کے بائیں طرف ہاتھ رکھنے کو کہا، جہاں دل ہوتا ہے۔

"ٹھیک ہے،" ومزے نے کہا اور اُس کی بات مان لی۔

"کیا آپ کو کچھ محسوس ہوا؟"

"پتا نہیں،" وِمزے نے جواب دیا۔ "مجھے کیا محسوس ہونا چاہیے؟ کوئی سو جن یا حرکت؟ اگر آپ کی مراد نبض سے ہے تو وہ تو کلائی پر چیک ہوتی ہے۔"

"اوہ، وہاں تو بالکل ٹھیک محسوس ہوتی ہے،" چھوٹے آدمی نے کہا۔ "بس ذرا دوسرا ہاتھ سینے کے دائیں طرف رکھیں۔"

وِمزے نے دائیں طرف ہاتھ رکھا۔

"ایسا لگتا ہے جیسے ہلکی سی حرکت ہو رہی ہو،" وِمزے نے کچھ دیر بعد کہا۔

"آپ نے محسوس کیا؟ تو اب آپ یہ تو نہیں کہیں گے کہ دل ہمیشہ بائیں طرف ہوتا ہے۔ یہی میں آپ کو دکھانا چاہتا تھا۔ میرا دل دائیں طرف ہے۔"

"کیا یہ کسی بیماری کی وجہ سے ہو گیا؟" وِمزے نے ہمدردی سے پوچھا۔

"کسی حد تک ہاں، لیکن صرف دل ہی نہیں، میری جگر اور باقی اعضاء بھی اُلٹے ہو گئے ہیں۔ ایک ڈاکٹر نے مجھے چیک کیا تھا اور بتایا کہ میرے جسم کے اندرونی اعضاء الٹ چکے ہیں۔ اپنڈکس بھی بائیں طرف تھا—اب تو نکالا جا چکا ہے۔ اگر یہاں کوئی موجود نہ ہوتا تو میں آپ کو آپریشن کا نشان بھی دکھا دیتا۔ سرجن نے بعد میں کہا کہ بائیں ہاتھ سے آپریشن کرنا ایک عجیب تجربہ تھا، جیسے سب کچھ اُلٹا ہو۔"

"یہ واقعی حیرت انگیز بات ہے،" وِمزے نے کہا۔ "لیکن میں نے سنا ہے کہ بعض لوگوں میں ایسا ہوتا ہے۔"

"لیکن میرے ساتھ یہ ایک فضائی حملے کے بعد ہوا۔"

"فضائی حملہ؟" وِمزے نے چونک کر کہا۔

جی ہاں—اور اگر میرے ساتھ صرف یہی کچھ ہوا ہوتا، تو میں برداشت کر لیتا اور شکر ادا کرتا۔ اُس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی، اور مجھے فوج میں بلایا گیا تھا۔ اس سے پہلے میں کرائٹن کمپنی میں پیٹنگ ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتا تھا—تم نے شاید اس

آئینے میں جھلکتا عکس

کا نام سنا ہو — "کرائٹن فار ایڈورٹائزنگ"، جن کے دفتر ہولبرن میں تھے۔ میری ماں برکسٹن میں رہتی تھی، اور میں ٹریننگ کیمپ سے چھٹی لے کر شہر آیا ہوا تھا۔ میں نے اپنے دو پرانے دوستوں سے ملاقات کی، اور سوچا کہ شام کا اختتام سینما میں فلم دیکھ کر کروں گا۔ کھانے کے بعد کا وقت تھا، اور میرے پاس بس اتنا وقت تھا کہ آخری شو کے لیے پہنچ جاؤں، اس لیے میں لیسٹر اسکوائر سے شارٹ کٹ لیتے ہوئے گارڈن مارکیٹ کے راستے جا رہا تھا۔ میں بس چل ہی رہا تھا کہ — اچانک زوردار دھماکہ ہوا! جیسے بم میرے قدموں کے نیچے پھٹ گیا ہو، اور پھر مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔"

"کیا یہ وہی حملہ تھا جس میں اولڈہم کا علاقہ تباہ ہو گیا تھا؟" ومزے نے پوچھا۔
"ہاں، یہ ۲۸ جنوری ۱۹۱۸ء تھا۔ تو جیسے میں نے کہا، سب کچھ غائب ہو گیا۔ اگلی بات جو میں نے دیکھی وہ یہ تھی کہ میں ایک جگہ پر چل رہا تھا، دھوپ میں، چاروں طرف سبز گھاس، درخت اور پانی تھا — اور مجھے اس بات کا کوئی اندازہ نہیں تھا کہ میں وہاں کیسے پہنچا، جیسے چاند پر رہنے والے آدمی کو نہیں معلوم۔"
"اللہ خیر!" ومزے نے کہا۔ "کیا آپ کو لگتا ہے کہ یہ وہی چوتھی سمت تھی؟"
"نہیں، ایسا نہیں تھا۔ ہوش آنے کے بعد میں نے پہچان لیا کہ یہ ہائیڈ پارک ہے۔ میں جھیل کے کنارے تھا،

قریب ہی کچھ عورتیں ایک بیچ پر بیٹھی تھیں، اور بچے کھیل رہے تھے۔"
"کیا دھماکے میں آپ کو کوئی چوٹ لگی تھی؟"

"کوئی خاص نقصان نہیں تھا، سوائے اس کے کہ میرے کولے اور کندھے پر ایک بڑا چوٹ کا نشان تھا — جیسے مجھے کسی چیز سے ٹکرا دیا ہو۔ میں کافی حیران تھا۔ فضائی حملہ میری یاد سے بالکل نکل گیا تھا، سمجھ رہے ہیں نا، اور میں نہیں سمجھ پا رہا تھا کہ میں یہاں کیسے آیا، یا کیوں کرائٹن کی دکان پر نہیں تھا۔"

آئینے میں جھلکتا عکس

میں نے گھڑی دیکھی، لیکن وہ بند تھی۔ بھوک بھی لگ رہی تھی۔ جیب میں کچھ پیسے تھے، لیکن جتنے ہونے چاہیے تھے، اُس سے کم۔ خیر، میں نے سوچا کچھ کھا لیتا ہوں۔ پارک سے نکلا اور ریستوران چلا گیا۔

"وہاں میں نے دو ابلے ہوئے انڈے، ٹوسٹ اور چائے منگوائی۔ جب تک ناشتہ آیا، میں نے ایک اخبار اٹھایا جو کسی نے چھوڑا تھا۔"

"بس وہی دیکھ کر تو میرے ہوش اڑ گئے۔ مجھے یاد تھا کہ میں ۲۸ تاریخ کو فلم دیکھنے نکلا تھا، اور اخبار کی تاریخ تھی ۳۰ جنوری! یعنی پورے ایک دن اور دو راتیں میری یادداشت سے غائب تھیں!"

"یہ صدمے کا اثر ہو سکتا ہے،" ومزے نے اندازہ لگایا۔
"بالکل، صدمہ ہی تھا!" چھوٹے آدمی نے کہا۔ "میں تو سچ میں گھبرا گیا تھا۔ جس ویٹریس نے انڈے لا کر دیے، شاید وہ سمجھ رہی ہو کہ میں پاگل ہوں۔ میں نے اُس سے پوچھا کہ آج کون سا دن ہے، تو اُس نے کہا 'جمعہ'۔ تو بات واضح ہو گئی، تاریخ واقعی ۳۰ تھی۔"

"خیر، میں یہ تفصیل لمبی نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ کہانی تو ابھی شروع ہوئی ہے۔ میں جیسے تیسے کھانا ختم کر کے ایک ڈاکٹر کے پاس گیا۔ اُس نے پوچھا کہ مجھے آخری کیا یاد ہے، تو میں نے فلم کا ذکر کیا۔ پھر اُس نے پوچھا کہ کیا میں دھماکے کے وقت باہر تھا؟ تب مجھے بم کا گرنا یاد آیا— لیکن اُس کے بعد کچھ بھی یاد نہیں تھا۔"

"ڈاکٹر نے کہا کہ مجھے اعصابی صدمہ ہوا ہے، جس سے یادداشت کچھ وقت کے لیے چلی گئی، اور یہ عام بات ہے، زیادہ گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ اُس نے کہا کہ مکمل چیک اپ کرے گا تاکہ جسمانی طور پر کچھ نقصان نہ ہوا ہو۔" پھر اُس نے اسیتھو سکوپ نکالا اور معائنہ شروع کیا، اور تھوڑی دیر بعد کہنے لگا، 'ارے، تمہارا دل تو دوا میں طرف ہے!'

واقعی؟ میں نے حیرت سے کہا۔ 'یہ تو پہلی بار سن رہا ہوں۔'

"خیر، اُس ڈاکٹر نے میرا اچھی طرح معائنہ کیا اور مجھے وہی بات بتائی جو میں نے آپ کو بتائی تھی—کہ میرے جسم کے سارے اندرونی اعضا الٹی طرف ہیں۔ پھر اُس نے میرے خاندان کے بارے میں کچھ سوال کیے۔ میں نے اُسے بتایا کہ میں اکھوتا بچہ ہوں، میرے والد کا انتقال ہو چکا ہے—جب میں دس سال کا تھا تو ایک موٹر گاڑی نے انہیں کچل دیا تھا—اور میں اپنی ماں کے ساتھ برکسٹن میں رہتا ہوں، وغیرہ وغیرہ۔

ڈاکٹر نے کہا کہ یہ ایک خاص قسم کا کیس ہے، لیکن پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، بس یہ ہے کہ میرے جسم کے اعضا معمول سے الٹی سمت میں ہیں، ورنہ سب کچھ ٹھیک ہے۔ اُس نے مشورہ دیا کہ گھر جاؤ اور دو دن آرام کرو۔ تو میں گھر چلا گیا، دو دن آرام کیا اور خود کو بالکل ٹھیک محسوس کیا۔ مجھے لگا کہ معاملہ ختم ہو گیا ہے۔ ہاں، اتنا ضرور تھا کہ میں چھٹی میں زیادہ دن گھر رہا، اس لیے آر. ٹی. او. کو وضاحت دینا تھوڑا مشکل ہوا۔

کئی مہینے بعد ہمارے یونٹ کو روانگی کا حکم ملا۔ میں آخری چھٹی پر گھر آیا ہوا تھا۔ ایک دن میں 'اسٹریڈ کارنر ہاؤس' کے مر رہال میں کافی پی رہا تھا—آپ جانتے ہیں نا، سیڑھیاں کے نیچے؟"

وِمزے نے اثبات میں سر ہلایا۔

"وہاں چاروں طرف بڑے بڑے آئینے لگے ہوتے ہیں۔ اتفاق سے میں نے ایک آئینے میں جھانکا، تو دیکھا کہ ایک لڑکی مجھے دیکھ کر مسکرا رہی ہے، جیسے وہ مجھے جانتی ہو۔ میں تھوڑا حیران ہوا کیونکہ میں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا، تو میں نے سوچا شاید وہ مجھے کوئی اور سمجھ رہی ہے۔ میں نے زیادہ دھیان نہیں دیا اور اپنی کافی پینے لگا۔

آئینے میں جھلکتا عکس

اچانک میرے قریب سے آواز آئی، 'ہیلو، ججھر— کیا تم شام بخیر کنا نہیں چاہو گے؟'

میں نے اوپر دیکھا تو وہ لڑکی سامنے کھڑی تھی۔ خوبصورت تھی، اگرچہ میک اپ تھوڑا زیادہ تھا۔

'معاف کیجیے گا، محترمہ،' میں نے سنجیدگی سے کہا، 'شاید آپ مجھے کسی اور سے ملا رہی ہیں۔'

'اوہ، ججھر،' اُس نے ہنستے ہوئے کہا، 'مسٹر ڈکوورٹی، اور وہ بھی بدھ کی رات کے بعد؟ اُس کا انداز مذاق اڑانے والا تھا۔'

مجھے اتنا فرق نہیں پڑا کہ اُس نے مجھے 'ججھر' کہا، کیونکہ میرے سرخ بال دیکھ کر کوئی بھی ایسا کہہ سکتا ہے۔ لیکن جب اُس نے میرا پورا نام لیا— ڈکوورٹی— تو میں چونک گیا۔ دل دھک دھک کرنے لگا۔

کیا آپ سمجھتی ہیں کہ ہم پہلے مل چکے ہیں، محترمہ؟ میں نے پوچھا۔
'میرا تو یہی خیال ہے، کیا تمہیں نہیں لگتا؟' اُس نے جواب دیا۔

بس، پوری بات میں بیان نہیں کر سکتا، لیکن اُس کی باتوں سے مجھے اندازہ ہوا کہ وہ سمجھ رہی تھی کہ ایک رات ہم ملے تھے، اور میں اُس کے ساتھ اُس کے گھر گیا تھا۔ سب سے خوفناک بات یہ تھی کہ اُس نے کہا یہ سب فحشائی حملے والی رات ہوا تھا۔

'یہ تم ہی تھے،' اُس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا، جیسے کچھ یاد کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔ 'یقیناً تم ہی تھے۔' میں نے تمہیں آئینے میں دیکھ کر فوراً پہچان لیا تھا۔

"سچ پوچھیں تو، میں یہ کہنے کے قابل بھی نہیں تھا کہ وہ لڑکی جس رات کی بات کر رہی ہے، وہ میں نہیں تھا۔ مجھے اُس رات کے بارے میں کچھ بھی یاد نہیں تھا، جیسے کسی نوزائیدہ بچے کو یاد نہیں ہوتا۔ لیکن اس بات نے مجھے اندر سے بہت ہلا کر رکھ دیا،

آئینے میں جھلکتا عکس

کیونکہ اُس وقت میں ایک سیدھا سادہ لڑکا تھا، کبھی کسی لڑکی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتا تھا۔ اور اگر واقعی میرے ساتھ کچھ ایسا ہوا، تو کم از کم مجھے یاد تو ہونا چاہیے تھا۔ مجھے لگا جیسے میں نے کوئی گناہ کیا ہو، مگر اُس کے بدلے میں مجھے نہ خوشی ملی نہ یاد۔ "میں نے کوئی بہانہ بنایا اور اُس لڑکی سے پیچھا چھڑایا، لیکن میرے دماغ میں ایک ہی سوال گھومتا رہا—کہ نہ جانے میں نے اور کیا کچھ کیا ہوگا؟ وہ لڑکی صرف ۲۹ تاریخ کی صبح تک کی بات بتا سکی، اور مجھے فخر لگ گئی کہ شاید باقی وقت میں بھی کچھ غلط کیا ہو۔"

"ایسا لگتا ہے کہ واقعی کچھ ہوا ہوگا،" وِمزے نے کہا اور گھنٹی بجادی۔ جب ویٹر آیا، تو اُس نے دو افراد کے لیے مشروبات منگوائے اور آرام سے بیٹھ کر باقی کہانی سننے لگا۔

"اس وقت میں نے زیادہ نہیں سوچا،" چھوٹے آدمی نے اپنی بات جاری رکھی، "کیونکہ ہم غیر ملکی محاذ پر بھیج دیے گئے، اور وہاں میں نے پہلی بار لاش دیکھی، گولے کے حملے سے بچا، اور خندقوں میں مشکلات جھیلیں—تو خود پر غور کرنے کا وقت ہی نہیں ملا۔"

"پھر ایک اور عجیب واقعہ ہوا۔ ہم ایٹریز کے قریب تھے، اور میں ستمبر میں ایک زوردار دھماکے میں زخمی ہو گیا۔ زمین میں آدھا دفن ہو گیا تھا۔ ایک مائن پھٹا تھا اور میں تقریباً چوبیس گھنٹے بے ہوش رہا۔ ہوش آیا، تو میں کسی انجانی جگہ پر تھا، محاذ کے پیچھے، اور ادھر ادھر بھٹک رہا تھا۔ میرے کندھے پر گہرا زخم تھا۔ کسی نے میری مرہم پٹی کر دی تھی، لیکن مجھے یاد نہیں کہ وہ کون تھا یا کیسے ہوا۔ میں کافی دیر تک چلتا رہا، راستہ نہ جانتے ہوئے، پھر ایک طبی امدادی مرکز پہنچا۔ وہاں سے مجھے بہتر حالت میں بیس اسپتال بھیج دیا گیا۔"

آئینے میں جھلکتا عکس

"میری طبیعت خاصی خراب تھی، بخار بھی تھا۔ ہوش آیا تو میں بستر پر تھا، ایک نرس میری دیکھ بھال کر رہی تھی۔

میرے برابر والے بستر پر ایک آدمی سو رہا تھا، اور اُس سے آگے والے بستر پر ایک اور مریض تھا۔ میں نے اُس سے بات چیت شروع کی، تو اُس نے بتایا کہ ہم کہاں ہیں۔"

"اتنے میں برابر والے بستر والا شخص جاگ گیا اور اچانک چلایا۔ 'او میرے خدا! تو وہی ہے، وہی سرخ بالوں والا کینہ! تو ہی ہے؟' بتا، میری قیمتی چیزیں کہاں چھپائیں؟"

"یقین کریں، میں تو دنگ رہ گیا۔ میں نے اُسے کبھی زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔ لیکن وہ مسلسل چیخا رہا۔ نرس بھاگتی ہوئی آئی، باقی مریض بھی اٹھ بیٹھے کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ ایک عجیب منظر تھا۔

"بعد میں مجھے پتہ چلا کہ وہ آدمی کسی گولے کے گڑھے میں میرے ہم نام ایک اور شخص کے ساتھ تھا۔ اُس نے کہا کہ وہ شخص اُس کا ساتھی تھا، لیکن جب وہ زخمی ہو گیا اور کمزور پڑا، تو اُس کا ساتھی اُس کی گھڑی، پیسے، ریوالور، اور دوسری قیمتی چیزیں لے کر بھاگ نکلا۔"

"اگر واقعی ایسا ہوا ہوتا، تو اُس کا غصہ بجا تھا، مگر میں نے صاف کہا کہ وہ شخص میں نہیں ہوں، وہ کوئی اور ہو گا جس کا نام بھی میرے جیسا ہے۔"

"مگر وہ بضد تھا کہ وہ مجھے پہچانتا ہے—کہ اُس نے اُس شخص کا چہرہ اچھی طرح دیکھا تھا، اور وہ کسی صورت غلط نہیں ہو سکتا۔"

"خیر، اُس آدمی نے کہا کہ وہ 'بلیک شائرز' رجمنٹ سے ہے، اور میں نے بھی اپنے کاغذات دکھا کر ثابت کر دیا کہ میں 'بض' رجمنٹ میں تھا۔ آخر کار اُس نے معذرت کی اور مان لیا کہ شاید اُسے غلطی ہو گئی۔ ویسے بھی وہ کچھ دن بعد فوت ہو گیا،

آئینے میں جھلکتا عکس

اور سب نے یہی سمجھا کہ شاید اُس کا دماغ ٹھیک نہیں رہا تھا۔ کیونکہ اُس وقت دونوں رجمنٹیں ایک ہی محاذ پر لڑ رہی تھیں، اس لیے ایسی غلط فہمی ہو جانا ممکن تھا۔

بعد میں میں نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کہیں واقعی اُس رجمنٹ میں میرا ہم شکل تو نہیں تھا، لیکن اُسی دوران مجھے وطن واپس بھیج دیا گیا۔ جب تک میں صحت یاب ہوا، جنگ بندی ہو چکی تھی، اور پھر میں نے یہ معاملہ چھوڑ دیا۔

جنگ ختم ہونے کے بعد میں اپنی پرانی نوکری پر واپس آ گیا، اور زندگی پھر سے معمول پر آنے لگی۔ جب میں اکیس سال کا ہوا، تو میری منگنی ایک بہت ہی شریف اور نیک لڑکی سے ہو گئی۔ مجھے لگا کہ میری زندگی سنور گئی ہے۔ مگر پھر ایک دن — سب کچھ تباہ ہو گیا۔

اُس وقت میری ماں کا انتقال ہو چکا تھا، اور میں اکیلا ایک کرائے کے کمرے میں رہتا تھا۔ ایک دن مجھے میری منگیتر کا خط ملا۔ اُس نے لکھا تھا کہ اُس نے مجھے اتوار کے دن ساؤتھ اینڈ میں کسی اور لڑکی کے ساتھ دیکھا ہے، اور یہ بات اُس کے لیے کافی ہے — ہمارا رشتہ یہیں ختم ہوتا ہے۔

بد قسمتی یہ تھی کہ اُسی ہفتے مجھے تیز بخار ہو گیا تھا، اور میں اُس سے ملنے نہیں جاسکا۔ اکیلے کرائے کے کمرے میں بیمار ہونا بہت تکلیف دہ بات ہے۔ اگر وہاں کوئی مر بھی جائے تو کسی کو پتا نہ چلے۔ کمرے میں صرف سادہ سا فرنیچر تھا، نہ کوئی دیکھ بھال کرنے والا تھا، نہ دوا دینے والا۔ میری حالت بہت خراب تھی، مگر کوئی میرے قریب نہیں آیا۔ اور ادھر میری منگیتر یہ کہہ رہی تھی کہ اُس نے مجھے کسی اور لڑکی کے ساتھ ساؤتھ اینڈ میں دیکھا ہے۔ وہ میری کوئی وضاحت سننے کو تیار ہی نہیں تھی۔ میں نے اُس سے یہ تک کہا کہ اگر تمہیں پتا تھا میں نہیں آسکا، تو تم خود ساؤتھ اینڈ کیا کرنے گئی تھیں؟ بس، یہ ہماری آخری بات تھی۔ اُس نے منگنی کی انگوٹھی واپس بھیج دی، اور ہمارا رشتہ ختم ہو گیا۔

آئینے میں جھلکتا عکس

لیکن جو بات مجھے اندر سے توڑ رہی تھی، وہ یہ کہ میری یادداشت اور ذہنی حالت پر میرا خود سے اعتماد اُٹھ چکا تھا۔ میں خود سے سوال کرنے لگا—کیا پتا واقعی میں ساؤتھ اینڈ گیا ہوں اور مجھے یاد نہیں؟ بخار اور کمزوری کی حالت میں میرے ذہن میں دھند سی چھا گئی تھی۔ مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ جیسے میں کہیں گھنٹوں تک بغیر مقصد کے چلتا رہا ہوں۔ شاید میں نیم بیہوشی یا نیند میں چل رہا تھا—کون جانے؟ میرے پاس خود کو بے گناہ ثابت کرنے کا کوئی طریقہ نہیں تھا۔

اپنی منگیتر کو کھونا میرے لیے بہت بڑا صدمہ تھا۔ لیکن جو بات برداشت سے باہر تھی، وہ یہ خوف تھا کہ شاید میرے دماغ نے ساتھ چھوڑ دیا ہے۔

آپ شاید سوچیں کہ یہ سب بے معنی باتیں ہیں، یا شاید میں کسی ایسے آدمی سے بار بار ٹکرا رہا ہوں جس کا چہرہ اور نام میرے جیسے ہیں۔ لیکن اب میں آپ کو ایک اور عجیب بات بتانے والا ہوں..."

"ان دنوں میرے خواب بہت عجیب اور خوفناک ہو گئے تھے۔ ایک خاص خواب تو بار بار آتا تھا اور مجھے بہت ڈراتا تھا۔ وہی چیز جو بچپن سے مجھے خوفزدہ کرتی آئی تھی۔ میری ماں، حالانکہ وہ بہت نیک اور سخت مزاج تھیں، مگر کبھی بھکار فلمیں دیکھنے کا شوق بھی رکھتی تھیں۔ اُس وقت کے سینما آج جیسے جدید تو نہیں تھے، لیکن ہمارے لیے وہ بہت خاص ہوتے تھے۔

جب میری عمر سات یا آٹھ سال کے قریب تھی، امی مجھے ایک فلم دکھانے لے گئیں۔ اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ اُس فلم کا نام تھا "دی اسٹوڈنٹ آف پراگ"۔ مجھے پوری کہانی تو یاد نہیں، لیکن فلم ایک نوجوان طالب علم کے بارے میں تھی جو شیطان سے سودا کر لیتا ہے۔ پھر ایک دن اُس کا عکس (یعنی آئینے میں نظر آنے والا عکس) باہر نکل آتا ہے اور الگ گھومتا پھرتا ہے، اور خوفناک جرائم کرتا ہے۔ سب لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ نوجوان خودیہ سب کر رہا ہے۔

آئینے میں جھلکتا عکس

شاید کہانی کچھ ایسی ہی تھی، مجھے پوری تفصیل یاد نہیں کیونکہ یہ بہت پرانی بات ہے۔

لیکن ایک بات میں کبھی نہیں بھولا—جب وہ خوفناک عکس آئینے سے باہر آیا تھا، تو میں اتنا ڈر گیا کہ پتھرنے لگا اور رونے لگا۔ امی کو مجھے سینما سے باہر لے جانا پڑا۔ اُس کے بعد کئی مہینوں، بلکہ برسوں تک، مجھے بار بار ایک ڈراؤنا خواب آتا رہا۔

میں خواب میں خود کو ایک لمبے آئینے کے سامنے کھڑا دیکھتا، جیسے اس فلم کا وہ طالب علم۔ کچھ دیر بعد، میرا عکس مجھے دیکھ کر مسکراتا۔ میں آئینے کی طرف بڑھتا، شاید بایاں ہاتھ آگے کرتا، اور میرا عکس دایاں ہاتھ آگے بڑھاتا۔ جیسے ہی وہ قریب آتا، اچانک وہ پیٹھ موڑ کر واپس آئینے میں چلا جاتا، اور جاتے ہوئے کندھے کے اوپر سے مجھے عجیب سی مسکراہٹ دیتا۔ تب مجھے ایسا لگتا کہ وہی اصلی ہے، اور میں صرف عکس ہوں۔ پھر میں اس کے پیچھے آئینے میں پھلانگ لگا دیتا، اور اس کے بعد سب کچھ دھندلا ہو جاتا، جیسے دھواں دھواں ہو۔ میں خوف کے مارے پسینے میں بھیگا ہوا جاگ جاتا۔

"یہ واقعی بہت پریشان کن خواب ہے،" ومزے نے کہا۔ "یہ جو عکس جیسا دوسرا انسان ہوتا ہے، جسے 'ڈوپل گینگر' کہتے ہیں، یہ دنیا کی پرانی اور خوفناک کہانیوں میں شامل ہے۔ مجھے بھی بچپن میں ایسے ہی خیال آتے تھے۔ میری آیا کی ایک عجیب عادت تھی جو مجھے ڈرا دیتی تھی۔ اگر ہم باہر جاتے اور کوئی پوچھتا کہ کسی سے ملاقات ہوئی؟ تو وہ جواب دیتی، 'نہیں، ہم نے خود سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔' تب میں دل ہی دل میں ڈرتا تھا کہ کہیں راستے میں ہمارا ہی دوسرا روپ نہ آجائے۔ مرنے کو تو تیار ہو جاتا، لیکن کسی سے یہ نہ کہتا کہ میں ڈرتا ہوں۔ بچے واقعی عجیب ہوتے ہیں۔" چھوٹے آدمی نے سنجیدگی سے سر ہلایا۔

آئینے میں جھلکتا عکس

"خیر،" اُس نے اپنی بات آگے بڑھائی، "انہی دنوں وہی ڈراؤنا خواب پھر آنے لگا۔ شروع میں کبھی بکھار آتا، مگر پھر یہ خواب ہر رات آنے لگا۔ جیسے ہی میں سونے لگتا، وہ لمبا آئینہ سامنے آ جاتا، اور وہ عجیب چیز مجھے دیکھ کر مسکراتی، جیسے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اندر لے جانا چاہتی ہو۔"

کبھی کبھی میں خواب میں ہی ڈر کر جاگ جاتا، لیکن بعض اوقات خواب چلتا رہتا، اور میں خود کو کسی عجیب سی دنیا میں بھٹکتا ہوا پاتا—جہاں ہر طرف دھند ہوتی، روشنی بہت کم ہوتی، اور دیواریں ٹیڑھی میڑھی ہوتی تھیں—بالکل ویسی جیسی 'ڈاکٹر کالنگاری' والی فلم میں تھیں۔ سب کچھ ایسا لگتا جیسے پاگل پن کی دنیا ہو۔"

"گنتی ہی راتیں میں نے جاگتے ہوئے گزاریں، صرف اس ڈر سے کہ کہیں نیند نہ آ جائے۔ مسئلہ یہ تھا کہ مجھے اپنے اوپر بھروسہ نہیں رہا تھا۔ سونے سے پہلے میں اپنے کمرے کو اندر سے تالا لگا دیتا اور چابی چھپا دیتا، اس خوف سے کہ پتا نہیں نیند میں کیا کچھ کر سکتا ہوں۔ لیکن پھر میں نے ایک کتاب میں پڑھا کہ نیند میں چلنے والے لوگ وہ جگہ بھی یاد رکھتے ہیں جہاں وہ جاگتے ہوئے چیزیں چھپاتے ہیں، تو میری یہ ترکیب بھی ناکام ہو گئی۔"

وِمزے نے پوچھا، "تو تم نے کسی کو کمرے میں ساتھ رکھنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟"

"کری تھی،" اُس نے تھوڑا رُک کر کہا۔ "ایک عورت تھی—بہت اچھی لڑکی تھی۔ جب وہ میرے ساتھ تھی، تو وہ خواب آنا بند ہو گئے۔ مجھے تین سال سکون ملا۔ مجھے وہ لڑکی بہت عزیز تھی، حد سے زیادہ۔ پھر وہ فوت ہو گئی۔"

اس نے وہسکی کا آخری گھونٹ پیا اور آنکھیں جھپکیں۔

"فلو ہوا، پھر نمونیا بن گیا۔ اُس کے بعد میں اندر سے جیسے ٹوٹ گیا۔ وہ بہت خوبصورت تھی، سچ میں۔"

آئینے میں جھلکتا عکس

"اُس کے بعد میں پھر اکیلا رہ گیا۔ دل نہیں مانتا تھا کسی اور کے لیے۔ لیکن پھر وہی ڈراؤ نے خواب واپس آ گئے۔

اور اس بار پہلے سے بھی بدتر۔

اب خواب میں 'میں' خود کو کچھ کرتے ہوئے دیکھتا—خیر، وہ الگ بات ہے۔

اور پھر ایک دن وہی سب کچھ دن کے وقت، جاگتی حالت میں ہو گیا...

میں ہو لبرن کی سڑک پر دوپہر کے کھانے کے وقت جا رہا تھا۔ تب میں ابھی بھی کرائسٹن میں کام کرتا تھا، اور اب پیکنگ ڈیپارٹمنٹ کا انچارج بن چکا تھا۔ کام بھی اچھا چل رہا تھا۔ وہ دن بہت اُداس، نم اور اندھیرا سا تھا—یہ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ میں نے فیصلہ کیا کہ بال کٹوا لوں۔ سڑک کے جنوبی طرف ایک نائی کی دکان تھی، جس تک ایک تنگ گزرگاہ سے گزر کر جانا پڑتا تھا۔ آخر میں ایک دروازہ تھا جس پر شیشہ لگا تھا اور اُس پر سنہری حروف میں دکان کا نام لکھا تھا۔ آپ سمجھ رہے ہیں نا کیسی جگہ؟"

وِمزے نے سر ہلایا۔

"میں اُس راہداری میں داخل ہوا۔ وہاں روشنی تھی، سب کچھ صاف نظر آ رہا تھا۔ جیسے ہی میں آئینے کے قریب پہنچا، میں نے اپنا عکس دیکھا جو میری طرف آ رہا تھا، اور اچانک مجھے وہی خوابوں والا ڈر محسوس ہونے لگا۔

میں نے خود کو سمجھایا کہ یہ سب بس میرا وہم ہے، اور دروازے کا ہینڈل پکڑنے کے لیے بایاں ہاتھ بڑھایا—کیونکہ جب میں لاشعوری طور پر کچھ کرتا ہوں، تو اکثر بایاں ہاتھ استعمال کر لیتا ہوں۔

میرے عکس نے، جیسا کہ فطری تھا، دایاں ہاتھ بڑھایا۔ میں نے خود کو پرانی اسکو اش ہیٹ اور بربری کوٹ میں دیکھا—لیکن چہرہ... اوہ خدا! وہ ہنس رہا تھا۔ اور

آئینے میں جھلکتا عکس

پھر— بالکل خواب کی طرح— اس نے پیٹھ موڑی اور کندھے کے اوپر سے مجھے عجیب سی مسکراہٹ دی اور واپس آئینے کے اندر چلا گیا۔
میرے ہاتھ نے دروازہ کھولا، اور میں لڑکھڑاتا ہوا اندر جا گرا۔

پھر مجھے کچھ یاد نہیں۔ ہوش آیا تو میں اپنے بستر پر تھا، اور ایک ڈاکٹر میرے پاس بیٹھا تھا۔ اُس نے بتایا کہ میں سڑک پر بے ہوش ہو گیا تھا، اور راہگیروں نے میری جیب سے پتہ نکال کر مجھے گھر پہنچایا۔

میں نے ڈاکٹر کو سب کچھ بتایا۔ اُس نے کہا کہ میری اعصابی حالت بہت خراب ہو چکی ہے، اور مجھے نوکری بد لینی چاہیے، اور زیادہ وقت کھلی فضا میں گزارنا چاہیے۔
کرائسٹن والوں نے میرا بہت خیال رکھا۔ انہوں نے مجھے آؤٹ ڈور ایڈورٹائزنگ کی نگرانی پر لگا دیا۔ یعنی میں مختلف شہروں میں جا کر دیکھتا ہوں کہ پوسٹرز اور بورڈز کہاں اور کیسے لگے ہیں، اور رپورٹ بناتا ہوں۔ ساتھ ہی انہوں نے مجھے ایک کار بھی دی ہے گھومنے پھرنے کے لیے۔

اب میں یہی کام کر رہا ہوں۔"

"اب بھی خواب آتے ہیں، لیکن پہلے سے کچھ بہتر ہو گئے ہیں۔ بس چند راتیں پہلے مجھے ایک ایسا خواب آیا— جواب تک کا سب سے خوفناک تھا۔

سب کچھ ایک دھندلے، سیاہ منظر میں ہو رہا تھا۔ کسی کے ساتھ لڑائی، گلا گھونٹنے کی کوشش۔ میں نے شیطان کو— یعنی اپنے ہی دوسرے وجود کو— پکڑ کر زمین پر گرا دیا تھا۔

ابھی بھی مجھے یوں لگتا ہے جیسے میرے ہاتھوں میں اُس کا گلا ہو— جیسے میں خود کو ہی مار رہا تھا۔

یہ خواب لندن میں آیا۔ میں لندن میں ہمیشہ زیادہ بے چین اور گھبراہٹ میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔ اسی لیے میں یہاں آ گیا۔...

آئینے میں جھلکتا عکس

اب آپ کو سمجھ آ گیا ہوگا کہ مجھے وہ کتاب کیوں اتنی دلچسپ لگی۔ چوتھی سمت یا چوتھی جہت... یہ میرے لیے نیا خیال تھا، پہلے کبھی سنا نہیں تھا۔ لیکن یہ صاحب ویز تو جیسے سب کچھ جانتے ہیں۔ آپ تو پڑھ لکھے لگتے ہیں، شاید کالج بھی گئے ہوں گے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟"

ومزے نے کہا، "میری رائے میں تو آپ کے ڈاکٹر کی بات زیادہ درست لگتی ہے۔ یہ سب اعصابی کمزوری اور دماغی تھکن جیسی چیزیں ہو سکتی ہیں۔"

"ہاں، ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بات تو وہ میرے جسم کے اُلٹے ہونے کی وضاحت نہیں کرتی، ہے نا؟ آپ نے جن کہانیوں کا ذکر کیا تھا، اُن میں تو لوگ مانتے ہیں کہ قرونِ وسطیٰ کے بزرگ اور دانا لوگ ان چیزوں کو جانتے تھے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ میں بھوت پریت یا شیطان پر یقین رکھتا ہوں، لیکن ہو سکتا ہے کچھ لوگ میری طرح ان حالات کا شکار رہے ہوں۔ عقل یہ کہتی ہے کہ لوگ کوئی بات ایسے ہی تو نہیں کہتے، کچھ نہ کچھ تو دیکھا یا محسوس کیا ہوگا۔ اگر آپ میری بات سمجھ رہے ہیں۔"

"لیکن جو میں واقعی جانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے۔ کیا میں کسی طرح واپس جاسکتا ہوں؟ سچ بتاؤں، یہ بات میرے دل پر بہت بوجھ ڈالتی ہے۔ میں کبھی یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے — سمجھے آپ؟"

ومزے نے پیار سے کہا، "اگر میں آپ کی جگہ ہوتا،" تو اتنا زیادہ پریشان نہ ہوتا۔ آپ کھلی فضا میں رہنا جاری رکھیں۔ اور شادی کر لیں — اس سے نہ صرف آپ کی زندگی میں نظم رہے گا بلکہ کوئی قریبی انسان آپ کی نگرانی بھی رکھے گا۔ اور شاید ان خوابوں سے بھی نجات مل جائے۔"

"جی جی، میں نے اس بارے میں سوچا ہے۔ لیکن... کیا آپ نے اُس آدمی کی خبر پڑھی تھی جس نے نیند میں اپنی بیوی کا گلا گھونٹ دیا تھا؟ اب فرض کریں اگر میں بھی... یہ کسی کے لیے بھی کتنا خوفناک ہوگا، ہے نا؟ وہ خواب..."

آئینے میں جھلکتا عکس

وہ خاموش ہو کر آگ کی طرف دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد وِمزے اُٹھا اور بار کی طرف چلا گیا۔ وہاں مالکن، ویٹر، اور بار کے ملازم بیٹھے شام کے اخبار کے گرد باتیں کر رہے تھے۔ وہ سب بہت تیز تیز بات کر رہے تھے، لیکن جیسے ہی وِمزے اُن کے قریب پہنچا، وہ خاموش ہو گئے۔

دس منٹ بعد وِمزے دوبارہ لاؤنج میں آیا تو دیکھا کہ وہ چھوٹا آدمی جا چکا تھا۔ اُس نے اپنا کوٹ، جو ایک کرسی پر پڑا تھا، اُٹھایا اور اوپر اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔ کمرے میں جا کر اُس نے سوچتے ہوئے آہستہ آہستہ کپڑے بدلے، پاجامہ اور ڈریسنگ گاؤن پہنا، اور پھر اپنے کوٹ کی جیب سے ایوننگ نیوز کا اخبار نکالا۔ وہ پہلے صفحے پر موجود ایک خبر کو کافی دیر تک دیکھتا رہا۔

پھر لگتا تھا جیسے اُس نے کوئی فیصلہ کر لیا ہو۔ وہ اُٹھا، دروازہ آہستگی سے کھولا اور باہر نکل آیا۔ راہداری سنسان اور تاریک تھی۔ اُس نے ٹارچ جلائی اور آہستہ آہستہ چلنے لگا، نظریں فرش پر جمائے۔

ایک دروازے کے سامنے آ کر وہ رُکا۔ دروازے کے باہر صفائی کے لیے ایک جوڑا جوتے رکھا تھا۔ اُس نے آہستگی سے دروازہ کھولنا چاہا، مگر وہ بند تھا۔ پھر اُس نے ہلکی سی دستک دی۔

دروازے سے ایک سرخ سے کسی نے باہر جھانکا۔

"کیا میں ایک لمحے کے لیے اندر آ سکتا ہوں؟" وِمزے نے دھیمی آواز میں پوچھا۔

چھوٹا آدمی پیچھے ہٹا، اور وِمزے کمرے میں داخل ہو گیا۔

"کیا بات ہے؟" مسٹر ڈکوورٹی نے گھبرا کر پوچھا۔

وِمزے نے کہا۔ میں تم سے کچھ ضروری بات کرنا چاہتا ہوں، "تم بستر پر لیٹ

جاؤ، کیونکہ یہ بات کچھ وقت لے سکتی ہے۔"

آئینے میں جھلکتا عکس

مسٹر ڈکوری نے حیرت سے اُسے دیکھا، لیکن پھر جیسے کہا گیا ویسا ہی کیا۔ وِمزے نے اپنا ڈریسنگ گاؤن اچھی طرح لپیٹا، اپنی ایک آنکھ میں لگنے والا چشمہ کو مزید ٹھیک سے فٹ کیا اور بستر کے کنارے بیٹھ گیا۔ کچھ لمحوں کے لیے اُس نے خاموشی سے مسٹر ڈکوری کو دیکھا، پھر بولا۔

"دیکھو، آج رات تم نے ایک عجیب کہانی سنائی ہے۔ کسی وجہ سے مجھے تم پر یقین ہو رہا ہے۔ شاید یہ میری سادگی ہے، لیکن میں ایسا ہی ہوں۔ کچھ لوگ سادہ لوح پیدا ہوتے ہیں، جیسے میں۔

کیا تم نے آج شام کا اخبار دیکھا ہے؟" وِمزے نے ایوننگ نیوز کا اخبار اُس کے ہاتھ میں دیا اور اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ اخبار کے پہلے صفحے پر ایک تصویر تھی۔ تصویر کے نیچے موٹے حروف میں ایک نوٹس چھپا ہوا تھا۔

"اسکاٹ لینڈ یارڈ کی پولیس اس شخص سے رابطہ کرنا چاہتی ہے جس کی تصویر مس جینی ہینز کے ہینڈ بیگ سے ملی ہے۔ جینی ہینز کی لاش پچھلے جمعرات کی صبح بارنز کا من میں گلا گھٹی ہوئی ملی تھی۔ تصویر کے پیچھے لکھا تھا 'J. H. with love from R. D.' جو بھی اس تصویر کو پہچانے، فوراً اسکاٹ لینڈ یارڈ یا قریبی پولیس اسٹیشن سے رابطہ کرے۔"

مسٹر ڈکوری نے تصویر کو دیکھا، اور ایسا لگنے لگا جیسے اُس کے چہرے سے سارا خون نچڑ گیا ہو—وہ بالکل سفید پڑ گیا۔

"تو پھر؟" وِمزے نے آہستہ سے پوچھا۔

"او میرے خدا، صاحب! آخر کار وہ لمحہ آ ہی گیا۔" اُس نے سسکی بھری اور کپکپاتے ہاتھوں سے اخبار ایک طرف کر دیا۔ "مجھے ہمیشہ اندیشہ تھا کہ کچھ نہ کچھ ایسا ہو گا۔ لیکن خدا کی قسم، صاحب، مجھے اس قتل کے بارے میں کچھ نہیں معلوم!"

"یہ تصویر تمہاری ہے، ہے نا؟" وِمزے نے آہستہ سے پوچھا۔

"جی ہاں، تصویر میں واقعی میں ہی ہوں۔ لیکن یہ وہاں کیسے پہنچی، مجھے معلوم نہیں۔ میں نے کئی سالوں سے کوئی تصویر نہیں کھنچوائی، سوائے اُس گروپ فوٹو کے جو کرائسٹن میں کھنچا تھا۔ لیکن سچ بتاؤں، صاحب، بعض اوقات مجھے واقعی نہیں معلوم ہوتا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔"

وِمزے نے تصویر کو غور سے دیکھا۔

"تمہاری ناک تھوڑی دائیں طرف جھکی ہوئی ہے، اور تصویر میں بھی ویسی ہی ہے۔ بائیں آنکھ کی پلک نیچے کو تھوڑی جھکی ہے، جو تصویر میں بھی نظر آرہی ہے۔ ماتھے پر باتیں طرف ایک اُبھار ہے—اگر یہ پرننگ کی غلطی نہ ہو۔"

"نہیں!" مسٹر ڈکوورٹی نے اپنے بال ایک طرف کرتے ہوئے کہا، "وہ اُبھار واقعی موجود ہے—مجھے ہمیشہ بد صورت لگتا تھا، اسی لیے بال آگے رکھتا ہوں۔"

جب اُس نے اپنی بالوں کی لٹ ہٹائی، تو تصویر سے مشابہت اور بھی واضح ہو گئی۔

"میرامنہ بھی تھوڑا ٹیڑھا ہے۔"

"واقعی ہے، باتیں طرف تھوڑا اوپر کو جھکتا ہے۔ یہ تمہارے چہرے پر ایک خاص مسکراہٹ سجا دیتا ہے—لیکن بعض چہروں پر یہ مسکراہٹ خطرناک تاثر بھی دے سکتی ہے۔"

مسٹر ڈکوورٹی نے ہلکی سی ٹیڑھی مسکراہٹ دی۔

"کیا تم اس لڑکی، جینی ہینز، کو جانتے ہو؟" وِمزے نے پوچھا۔

"ہوش میں تو نہیں، صاحب۔ کبھی سنا بھی نہیں—بس اخبار میں خبر پڑھی تھی کہ کسی کا گلا گھونٹا گیا ہے—او میرے خدا!" اُس نے اپنے ہاتھ سامنے کر کے بے بسی سے دیکھا۔

"اب میں کیا کروں؟ اگر میں بھاگنے کی کوشش کروں تو"—

آئینے میں جھلکتا عکس

"تم بھاگ نہیں سکتے،" وِمزے نے کہا۔ "نیچے بار میں تمہیں پہچان لیا گیا ہے۔ پولیس شاید چند منٹوں میں یہاں آجائے گی۔"

پھر جب اُس نے مسٹر ڈکوورٹی کو بستر سے اٹھنے کی کوشش کرتے دیکھا تو بولا، "نہیں، یہ بے کار ہے۔ ایسا کرنے سے تم اور مشکل میں پڑ جاؤ گے۔ بہتر ہے پر سکون رہو اور میرے کچھ سوالوں کے جواب دو۔"

سب سے پہلے—کیا تم جانتے ہو میں کون ہوں؟
نہیں، ظاہر ہے، تمہیں نہیں پتا ہوگا۔ میرا نام وِمزے ہے... لارڈ پیٹر وِمزے۔"

"وہی جاسوس؟"

"اگر تم ایسا کہنا چاہو تو ٹھیک ہے۔ اب دھیان سے سنو۔ تم برکسٹن میں کہاں رہتے تھے؟"
مسٹر ڈکوورٹی نے پتہ بتایا۔

"تمہاری ماں کا انتقال ہو چکا ہے۔ کیا کوئی اور رشتہ دار ہے؟"

"ایک خالہ تھیں، غالباً سرے کے علاقے میں رہتی تھیں۔ میں انہیں آنٹی سوزن کہتا تھا۔ بچپن کے بعد ان سے کوئی رابطہ نہیں رہا۔"
"کیا ان کی شادی ہوئی تھی؟"

"جی ہاں، اُن کا نام مسز سوزن براؤن تھا۔"

"ٹھیک ہے۔ کیا تم بچپن میں بائیں ہاتھ سے کام کرتے تھے؟"

"ہاں، شروع میں میں بائیں ہاتھ سے ہی لکھتا تھا۔ لیکن امی نے سختی سے یہ عادت چھڑا دی تھی۔"

"اور یہ عادت فضائی حملے کے بعد دوبارہ واپس آ گئی۔ بچپن میں کبھی بیمار بھی ہوئے تھے؟ کسی ڈاکٹر کو بلایا گیا ہو؟"

"ہاں، چار سال کی عمر میں خسرہ ہوا تھا۔"

"ڈاکٹر کا نام یاد ہے؟"

"مجھے اسپتال لے جایا گیا تھا۔"

"اوہ، ٹھیک ہے۔ کیا تمہیں ہولبرن والے جام کا نام یاد ہے؟"

یہ سوال اتنا اچانک تھا کہ مسٹر ڈکوورقی کچھ دیر کے لیے چپ ہو گیا، پھر بولا، "شاید اُس کا نام بگس یا بریکس تھا۔"

وِمزے نے کچھ لمحے سوچ کر کہا، "میرے خیال میں بس یہی سب کچھ تھا... اوہ ہاں، تمہارا پورا نام کیا ہے؟"

"رابرٹ۔"

"اور تم یقین سے کہتے ہو کہ تمہیں اس قتل کے بارے میں کچھ بھی نہیں پتا؟"

"قسم کھا کر کہتا ہوں، صاحب! جہاں تک مجھے یاد ہے، مجھے کوئی علم نہیں۔ لیکن

یہی تو مسئلہ ہے—مجھے ڈر ہے کہ شاید میں نے واقعی ایسا کچھ کیا ہو اور مجھے یاد نہ ہو۔

کیا آپ سمجھتے ہیں کہ وہ مجھے پھانسی دے سکتے ہیں؟"

وِمزے نے ہمدردی سے کہا، "اگر تم یہ ثابت کر دو کہ تمہیں کچھ یاد نہیں، تو نہیں۔"

لیکن اُس نے یہ نہیں بتایا کہ اگرچہ پھانسی شاید نہ ہو، لیکن ممکن ہے رابرٹ کو باقی زندگی پاگل خانے میں گزارنی پڑے۔

رابرٹ بولا، "اور آپ جانتے ہیں،" اگر واقعی میں نے کسی کو مارا ہے اور مجھے علم بھی نہیں، تو بہتر ہے کہ وہ مجھے پھانسی ہی دے دیں۔ یہ خوف ہی بہت ہے کہ انسان جانے بغیر لوگوں کو مارے۔"

"ہو سکتا ہے تم نے کچھ نہ کیا ہو،" وِمزے نے اُمید دلانے کی کوشش کی۔

آئینے میں جھلکتا عکس

رابرٹ نے افسردگی سے کہا۔ "مجھے بھی یہی امید ہے، صاحب۔" سنیے—یہ آواز کیسی ہے؟

"میرا خیال ہے، پولیس آگئی ہے،" وِمزے نے پرسکون انداز میں کہا۔ دروازے پر دستک ہوئی، تو وہ کھڑا ہو گیا اور کہا، "آجائیے، اندر تشریف لائیے۔"

دروازے سے سب سے پہلے ہوٹل کا مالک داخل ہوا، اور وِمزے کو وہاں دیکھ کر حیرت زدہ نظر آیا۔

"آئیے، گھبرائیے نہیں، اندر آجائیے،" وِمزے نے خوش اخلاقی سے کہا۔ "سارجنٹ صاحب، آپ بھی آئیں۔"

افسر صاحب، خوش آمدید۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں؟
ہوٹل کے مالک نے کہا، "براہِ مہربانی، اگر ممکن ہو تو شور نہ ہو۔"
لیکن پولیس سارجنٹ نے اُن کی بات پر توجہ نہ دی۔ وہ سیدھا بستر کی طرف بڑھا اور مسٹر ڈکوری کے سامنے آکھڑا ہوا۔

"یہی وہ آدمی ہے،" اُس نے کہا۔ "مسٹر ڈکوری، ہمیں معاف کیجیے کہ ہم رات گئے آئے، لیکن جیسا کہ آپ نے اخبار میں دیکھا ہوگا، ہم ایک ایسے شخص کو تلاش کر رہے تھے جس کی شناخت آپ سے ملتی ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ آپ سے بات کی جائے۔"

"میں نے یہ سب نہیں کیا!" مسٹر ڈکوری نے گھبرا کر زور سے کہا۔ "مجھے اس بارے میں کچھ بھی نہیں پتا!"

افسر نے اپنی نوٹ بک نکالی اور لکھنے لگا۔ "سوال شروع کرنے سے پہلے اس نے کہا۔ 'میں نے یہ نہیں کیا۔'"

سارجنٹ نے سر دلچے میں کہا، "تمہیں لگتا ہے کہ تم سب کچھ جانتے ہو۔"

آئینے میں جھلکتا عکس

"یقیناً اسے بہت کچھ پتا ہے،" وِمزے نے کہا۔ "ہم نے اس معاملے پر تھوڑی بات کی تھی، آرام سے۔"

"واقعی؟ اور آپ کون ہیں—جناب؟" سارجنٹ نے طنزیہ انداز میں کہا، جیسے "جناب" کا لفظ ایک آنکھ کے چشمہ کی وجہ سے زبردستی نکالا گیا ہو۔

"معذرت،" وِمزے نے سادگی سے کہا۔ "میرے پاس کارڈ تو نہیں، لیکن میرا نام لارڈ پیٹر وِمزے ہے۔"

"اوہ، واقعی؟" سارجنٹ نے طنز سے کہا۔ "تو پھر، جناب، آپ کو اس کیس کے بارے میں کیا پتا ہے؟"

"آپ پوچھ سکتے ہیں، اور اگر مجھے مناسب لگا تو میں جواب دوں گا۔ قتل کے بارے میں مجھے کچھ نہیں معلوم۔ بس مسٹر ڈکوورٹی نے جو مجھے بتایا، وہی جانتا ہوں۔ میرا خیال ہے اگر آپ پیار سے بات کریں تو وہ آپ کو بھی سب سچ بتا دے گا۔ لیکن کوئی سختی نہ کیجیے گا، سارجنٹ۔ کوئی زبردستی نہیں۔"

سارجنٹ یہ سن کر ناراض سا ہو گیا اور بولا، "یہ میرا فرض ہے کہ میں اُس سے پوچھوں کہ اُسے کیا پتا ہے۔"

"بالکل ٹھیک،" وِمزے نے کہا۔ "اور ایک اچھے شہری کا فرض ہے کہ وہ جواب دے۔ لیکن یہ رات کا وقت ہے، تھکا دینے والا۔ کیوں نہ صبح تک انتظار کیا جائے؟ مسٹر ڈکوورٹی یہاں سے کہیں نہیں جائیں گے۔"

"اس کی کوئی ضمانت نہیں ہے،" سارجنٹ نے شک ظاہر کیا۔

"اوہ، مگر میں ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ وہ کہیں نہیں جائے گا اور جب بھی آپ چاہیں گے، وہ آپ کو مل جائے گا۔ اور فی الحال، آپ اُس پر کوئی الزام تو نہیں لگا رہے، ہیں نا؟"

"ابھی نہیں،" سارجنٹ نے مختصر جواب دیا۔

"بہت اچھا۔ تو پھر ماحول خوشگوار ہے۔ ایک مشروب لیں گے؟"
سارجنٹ نے پیشکش کو سختی سے رد کر دیا۔

"پابندی ہے؟" وِمزے نے ہمدردی سے پوچھا۔ "گردے کا مسئلہ ہے؟ یا جگر کا؟"

سارجنٹ نے کوئی جواب نہ دیا۔

"خیر، آپ سے مل کر خوشی ہوئی،" وِمزے نے کہا۔ "صبح آپ ہم سے رابطہ کر لیجیے گا۔ مجھے شہر جلد جانا ہے، لیکن پولیس اسٹیشن جاتے ہوئے آپ سے ضرور ملوں گا۔ مسٹر ڈکوریٹی لاؤنچ میں ہوں گے—یہ جگہ تھانے سے زیادہ آرام دہ ہے۔ چلیے، شب بخیر۔"

پولیس کے جانے کے بعد، وِمزے واپس مسٹر ڈکوریٹی کے پاس آیا۔

"سنو،" اُس نے کہا، "میں شہر جا رہا ہوں تاکہ جو ہو سکتا ہے، وہ کر سکوں۔ میں صبح ایک وکیل تمہارے پاس بھیجوں گا۔ تم اُسے وہ سب بتانا جو مجھے بتایا ہے۔ پولیس سے صرف وہی کہنا جو وکیل تمہیں کہے—اس کے علاوہ کچھ نہ کہنا۔"

"یاد رکھو، وہ تمہیں بات کرنے یا تھانے لے جانے پر مجبور نہیں کر سکتے جب تک تم پر الزام نہ لگا دیں۔ اور اگر الزام لگائیں، تو خاموشی سے چلے جانا اور کچھ نہ کہنا۔ اور جو بھی ہو، بھاگنے کی کوشش مت کرنا۔ اگر ایسا کیا تو سب کچھ ختم ہو جائے گا۔" اگلے دن دوپہر میں، وِمزے شہر پہنچا اور پیدل ہولبرن کی طرف چل پڑا تاکہ حجام کی وہ دکان تلاش کر سکے۔

زیادہ دیر نہیں لگی۔ دکان بالکل ویسی ہی تھی جیسی مسٹر ڈکوریٹی نے بتائی تھی—ایک تنگ راہداری کے آخر میں، اور دروازے پر ایک لمبا آئینہ تھا، جس پر سنہری حروف میں لکھا تھا "بریگز"۔

وِمزے نے آئینے میں اپنے عکس کو نفرت سے دیکھا۔

آئینے میں جھلکتا عکس

"پہلی بات تو پکی ہو گئی،" وِمزے نے کہا، اور بے ساختہ اپنی ثانی درست کرنے لگا۔

"کیا مجھے دھوکہ دیا گیا ہے؟ یا یہ واقعی چوتھی سمت کا کوئی عجیب چکر ہے؟ لیکن یہ تو طے ہے کہ دروازے پر لگا آئینہ اصل آئینہ ہے۔ کیا یہ پہلے بھی ایسا ہی تھا؟ پتا نہیں۔

آگے بڑھو، وِمزے، آگے بڑھو۔ میں دوبارہ شیو نہیں کروا سکتا۔ شاید بال کٹوا لینا ہی بہتر ہے۔"

وہ دروازے کے پاس گیا اور اندر جانے سے پہلے اپنے عکس پر شک کی نگاہ ڈالی، جیسے یہ یقین کرنا چاہتا ہو کہ آئینے میں کوئی چالاک تو نہیں۔ پھر وہ اندر چلا گیا۔ حجام کے ساتھ اُس کی بات چیت کافی خوشگوار تھی، لیکن ایک بات قابل ذکر ہے۔ "کافی دن ہو گئے یہاں آئے ہوئے،" وِمزے نے کہا۔ "ذرا کانوں کے پیچھے سے بال چھوٹے کر دیجیے۔ آپ نے دکان کی سجاوٹ بدلی ہے، ہے نا؟"

"جی جناب، بالکل۔ اب بہت بہتر لگ رہی ہے، ہے نا؟"

"دروازے کے باہر جو آئینہ لگا ہے — کیا وہ بھی نیا ہے؟"

"اوہ نہیں، جناب۔ وہ تو تب سے لگا ہوا ہے جب ہم نے یہ دکان لی تھی۔"

"واقعی؟ یعنی وہ تین سال پہلے بھی لگا ہوا تھا؟"

"جی ہاں، جناب۔ مسٹر بریگز کو یہاں آئے ہوئے دس سال ہو چکے ہیں۔"

"اور آئینہ بھی تب سے لگا ہوا ہے؟"

"جی بالکل، جناب۔"

"تو پھر میری یادداشت ہی کمزور ہو گئی ہے۔ شاید عمر کا اثر ہے۔ سب کچھ بدل گیا، پرانی پہچان کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔ نہیں، شکریہ، اگر میرے بال سفید ہو رہے ہیں

آئینے میں جھلکتا عکس

تو ہونے دیں۔ عزت سے سفید ہوں۔ مجھے آج کسی ہیئر ٹانک کی ضرورت نہیں۔
اور نہ ہی الیکٹرک کنگھی کی۔ کیونکہ میں پہلے ہی کئی جھٹکے سہ چکا ہوں۔"

لیکن یہ بات و مزے کو اندر سے بے چین کر گئی۔ اتنا کہ جب وہ باہر نکلا تو چند قدم
واپس جا کر ایک چائے خانے کے سامنے رُک گیا۔ وہ چائے خانہ بھی ایک تنگ
راہداری کے آخر میں تھا، دروازے پر سنہری حروف میں لکھا تھا "دی بریج ٹی
شاپ"۔ لیکن اس دروازے پر عام شیشہ لگا تھا، نہ کہ آئینہ۔

و مزے نے کچھ لمحے وہ دروازہ غور سے دیکھا، پھر اندر چلا گیا۔ وہ میزوں کی طرف
نہیں گیا، بلکہ سیدھا کیشیئر کے پاس گیا، جو دروازے کے ساتھ ایک شیشے کے کاؤنٹر
پر بیٹھی تھی۔

اس نے فوراً پوچھا، "کیا آپ کو وہ واقعہ یاد ہے جب کچھ سال پہلے ایک آدمی اس
دروازے پر بے ہوش ہو گیا تھا؟"

کیشیئر کو کچھ یاد نہیں تھا، کیونکہ وہ صرف تین ماہ سے وہاں کام کر رہی تھی۔ البتہ اُس
نے کہا کہ شاید کسی ویٹریس کو یاد ہو۔ ایک ویٹریس کو بلایا گیا۔ اُس نے سوچا، پھر
آہستہ سے کہا کہ شاید اُسے کچھ ایسا واقعہ یاد آ رہا ہے۔

و مزے نے شکریہ ادا کیا، خود کو صحافی بتایا۔ یہ بہانہ کام کر گیا۔ پھر ویٹریس کو
آدھا کراؤن دیا اور وہاں سے نکل گیا۔

اس کے بعد وہ کار میلانٹ ہاؤس گیا۔ چونکہ و مزے کے شہر کے تقریباً ہر بڑے
انبار میں دوست تھے، اس لیے فوٹو گرافرز والے کمرے تک پہنچنا کوئی مسئلہ نہیں
تھا۔ وہاں پرانی تصاویر کے ریکارڈ رکھے جاتے تھے۔

"جے۔ ایچ۔" والی تصویر کا اصل نسخہ و مزے کے سامنے رکھا گیا۔

"یہ تم نے چینی تھی؟" و مزے نے پوچھا۔

"اوہ نہیں، یہ تصویر تو اسکاٹ لینڈیارد سے آئی ہے۔ کیوں؟ کوئی مسئلہ ہے؟"

"نہیں، میں صرف فوٹو گرافر کا نام جاننا چاہتا تھا، بس۔"

"تو پھر آپ کو وہاں جا کر پوچھنا پڑے گا۔ کیا میں آپ کے لیے کچھ اور کر سکتا ہوں؟"

"نہیں، شکریہ۔"

اسکاٹ لینڈ یارڈ پہنچا و مزے کے لیے مشکل نہیں تھا، کیونکہ چیف انسپکٹر پارکر اُس کا قریبی دوست تھا۔ جب اُس نے فوٹو گرافر کے بارے میں پوچھا تو تصویر کے نیچے درج نام فوراً بتا دیا گیا۔ و مزے فوراً اُس فوٹو اسٹوڈیو پہنچا، اور اپنے معروف نام کی وجہ سے وہاں کے مالکان سے ملنا آسان ہو گیا۔

جیسا کہ وہ سوچ رہا تھا، پولیس اُس سے پہلے ہی وہاں آ چکی تھی اور جو معلومات دستیاب تھیں، وہ لے گئی تھی۔

مگر ان معلومات میں کچھ خاص نہیں تھا۔ تصویر دو سال پہلے لی گئی تھی، اور ماڈل کے بارے میں کسی کو کوئی خاص بات یاد نہیں تھی۔

یہ ایک چھوٹا سا اسٹوڈیو تھا، جو سستے اور جلدی تیار ہونے والے پورٹریٹ بناتا تھا۔ فنکارانہ معیار کا دعویٰ یہاں نہیں کیا جاتا تھا۔

و مزے نے اصل نیگیٹو (فلم) دیکھنے کی درخواست کی، جو تھوڑی تلاش کے بعد نکال کر دے دی گئی۔

اس نے اسے غور سے دیکھا، پھر نیچے رکھا اور اپنی جیب سے وہ اخبار نکالا جس میں یہ تصویر شائع ہوئی تھی۔

"یہ دیکھیے،" و مزے نے کہا۔

اسٹوڈیو مالک نے تصویر کو دیکھا، پھر نیگیٹو پر نظر ڈالی۔

"ارے! یہ تو واقعی حیرت کی بات ہے،" اُس نے کہا۔ "یہ تصویر الٹی چھپ گئی ہے!"

آئینے میں جھلکتا عکس

"یہ انلارجنگ لالٹین (فوٹو کو بڑا کرنے والی مشین) میں ہوا ہوگا،" وِمزے نے اندازہ لگایا۔

"جی ہاں، شاید نیگیٹو غلط سمت میں رکھ دیا گیا۔ جناب، اکثر ہمیں بہت جلدی کام مکمل کرنا پڑتا ہے۔ ہو سکتا ہے یہ وہی وقت ہو۔ خیر، یہ واقعی لاپرواہی تھی۔ مجھے اس کی مزید چھان بین کرنی پڑے گی۔"

"براہ کرم اس تصویر کی ایک درست پرنٹ بنادیں،" وِمزے نے کہا۔

"جی جناب، فوراً بناتا ہوں۔"

"اور ایک کاپی اسکاٹ لینڈیا رڈ بھی بھجوا دیجیے گا۔"

"جی بالکل۔ واقعی عجیب بات ہے کہ یہ غلطی اسی تصویر میں ہو گئی، اور اس شخص کو خود پتا بھی نہ چلا۔"

وِمزے نے کہا۔ "یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اُسے یاد نہ ہو،" ویسے بھی، آپ لوگ کئی پوز لیتے ہیں نا؟"

"جی جناب، عام طور پر تین چار۔ لیکن میرے خیال میں صرف یہی تصویر بچی ہے، باقی سب ضائع ہو گئی تھیں۔ ہم ہر مسٹر د نیگیٹو کو نہیں رکھتے، ہمارے پاس جگہ نہیں ہے۔ مگر میں ابھی تین پرنٹس بنا کر دیتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے،" وِمزے نے کہا۔ "جلدی تیار کر لیجیے، اور ان میں کوئی ایڈیٹنگ نہ کیجیے گا۔"

"جی جناب۔ ایک دو گھنٹے میں آپ کو مل جائیں گی۔ مگر مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ اُس شخص نے کبھی شکایت کیوں نہیں کی۔"

"یہ حیرت کی بات نہیں،" وِمزے نے کہا۔ "شاید اُسے وہ تصویر سب سے بہتر لگی ہو، کیونکہ یہی رخ وہ روز آئینے میں دیکھتا ہے۔ اُس کے لیے یہ تصویر ہی اُس کا اصلی

آئینے میں جھلکتا عکس

چہرہ ہے۔ جو چہرہ ہم آئینے میں دیکھتے ہیں، ہمیں وہی سب سے زیادہ جانا پہچانا لگتا ہے۔ دوسرے لوگ ہمیں جیسا دیکھتے ہیں، ویسا نہیں۔

جیسے کسی شاعر نے کہا تھا۔ 'خدا ہمیں وہ نظر دے جو دوسرے ہمیں دیکھتے ہیں' — کچھ ایسی ہی بات ہے۔

"واقعی، جناب۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے یہ غلطی ہمیں بتائی۔"

ومزے نے دوبارہ جلدی کرنے کی تاکید کی اور وہاں سے رخصت ہو گیا۔

اس کے بعد وہ تھوڑی دیر کے لیے سمر سیٹ ہاؤس کا ایک مختصر دورہ کیا، اور پھر دن کا کام ختم کر کے گھر واپس چلا گیا۔

دوسری طرف، برکسٹن میں، ومزے نے وہ پتہ تلاش کرنا شروع کیا جو مسٹر ڈکوورٹی نے اُسے دیا تھا۔ آخر کار اُس نے کچھ ایسے لوگوں کو ڈھونڈ نکالا جو رابرٹ ڈکوورٹی اور اُس کی والدہ کو جانتے تھے۔

ایک بڑی عمر کی خاتون، جو پچھلے چالیس برسوں سے اسی گلی میں سبزی کی دکان چلا رہی تھیں، اسے ان کے بارے میں سب کچھ یاد تھا۔ اُن کی یادداشت گویا ایک زندہ انسائیکلو پیڈیا تھی، اور وہ پُر اعتماد انداز میں اُن کی آمد کی تاریخ تک بتا سکتی تھیں۔

"اگر وہ ایک مہینہ اور زندہ رہتی، تو بتیس سال مکمل ہو جاتے،" اُس خاتون نے بتایا۔ "وہ لوگ تعطیل کے دنوں میں یہاں آئے تھے۔ وہ عورت بڑی خوبصورت سی تھی، جوان اور کچھ الگ سی۔ میری بیٹی اُس وقت اپنے پہلے بچے کی امید سے تھی، اور اُسے اُس چھوٹے بچے میں بڑی دلچسپی تھی۔"

"تو وہ بچہ یہاں پیدا نہیں ہوا تھا؟" ومزے نے پوچھا۔

"نہیں، جناب۔ اُس نے کہا تھا کہ بچہ جنوب کی طرف پیدا ہوا ہے، لیکن ٹھیک جگہ کا نام نہیں بتایا۔ بس اتنا کہا کہ نیو کٹ کے آس پاس کی بات ہے۔ وہ عورت بہت خاموش طبیعت کی تھی، اپنی دنیا میں رہنے والی۔ کسی سے زیادہ بات نہیں کرتی تھی۔"

آئینے میں جھلکتا عکس

میری بیٹی کو بھی، حالانکہ اُسے بہت دلچسپی تھی، اُس نے یہ تک نہیں بتایا کہ بچہ پیدا کرتے وقت کیا کچھ ہوا۔ بس اتنا کہا کہ اُسے کلوروفارم دیا گیا تھا اور اُسے زیادہ کچھ یاد نہیں۔

میرے خیال میں وہ وقت اُس کے لیے بہت مشکل تھا، اور وہ شاید اُس بارے میں زیادہ سوچنا ہی نہیں چاہتی تھی۔ اُس کا شوہر—وہ بھی اچھا آدمی تھا—اُس نے مجھے کہا، 'اُسے یہ سب مت یاد دلائیے، مسز ہارٹل۔'
اب وہ ڈری ہوئی تھی یاد کھی، یہ تو میں نہیں جانتی، لیکن اُس کے بعد اُس کے کوئی اور بچے نہیں ہوئے۔

میں اُسے بار بار کہتی، 'میری پیاری، ایک بار عادت پڑ جائے گی، جب تم نو بچوں کی ماں بنو گی، میری طرح،' تو وہ صرف مسکرا دیتی۔ لیکن وہ پھر بھی کبھی ماں نہیں بنی۔"

"واقعی لگتا ہے کہ عادت ڈالنا پڑتا ہے،" ومزے نے مسکرا کر کہا۔ "لیکن نو بچوں نے آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچایا، مسز ہارٹل، اگر میں کہہ سکوں تو—آپ تو بڑی صحت مند نظر آ رہی ہیں۔"

"الحمد للہ، میری صحت اب بھی ٹھیک ہے، جناب۔ بس پہلے سے کچھ موٹی ہو گئی ہوں۔ نو بچوں کے بعد جسم کا تھوڑا بہت بدل جانا فطری بات ہے۔ آپ یقین نہیں کریں گے، جناب، میری کمر جب میں جولن تھی تو صرف اٹھارہ انچ کی تھی۔ میری ماں بیچاری کئی بار میری کمر کے فیتے کھینچتے کھینچتے تھک جاتی تھیں—ایک گھنٹا میری کمر پر رکھ کر اور میں بیڈ کا کونا پکڑ کر کھڑی ہوتی تھی۔"

"خوبصورتی کے لیے کچھ قربانی تو دینی پڑتی ہے،" ومزے نے ہنستے ہوئے کہا۔ "تو جب مسز ڈک ور تھی یہاں آئیں، تب بچہ کتنا چھوٹا تھا؟"

"تین ہفتے کا تھا، جناب— بہت ہی پیارا بچہ۔ سر پر بال بھی بہت تھے، سیاہ رنگ کے۔ بعد میں وہ گاجر کی طرح سرخ ہو گئے۔ ماں کے بالوں سے ملتے جلتے تھے، لیکن اُس جیسے خوبصورت نہیں تھے۔ شکل صورت بھی نہ ماں پر گئی نہ باپ پر۔ وہ کہتی تھی کہ بچے کی شکل اُس کے خاندان کے کسی فرد سے ملتی ہے۔"

"کیا آپ نے اُس کے خاندان کے کسی اور فرد کو دیکھا تھا؟"

"بس ایک بار اُس کی بہن، مسز سوسن براؤن، کو دیکھا تھا۔ بڑی غصہ ور چہرے والی عورت تھی، اپنی بہن سے بالکل مختلف۔ وہ ایو شم میں رہتی تھی، یہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کیونکہ اُس وقت میں وہاں سے سبز چارہ منگوایا کرتی تھی۔ آج بھی جب سبز چارہ دیکھتی ہوں تو مسز سوسن براؤن یاد آتی ہے۔ اس کا سر چھوٹا تھا— بالکل گھاس کی پھڑکی کی طرح۔"

وِمزے نے مسز ہارٹل کا شکریہ ادا کیا اور اگلی ٹرین لے کر ایو شم روانہ ہو گیا۔ اب اُسے اندازہ ہونے لگا تھا کہ یہ تحقیق اُسے کہاں لے جا رہی ہے۔ اسے تب بہت تسلی ہوئی جب پتا چلا کہ مسز سوسن براؤن شہر میں اچھی طرح پہچانی جاتی ہیں— میٹھوڈسٹ چرچ کی ایک معزز رکن، اور بہت عزت دار خاتون سمجھی جاتی ہیں۔

وہ عورت اب بھی سیدھی کھڑی تھی، اس کے بال درمیان سے مانگ نکال کر پیچھے سلیقے سے بندھے ہوئے تھے، سیاہ اور چمکدار۔ اُس کا جسم نیچے سے چوڑا اور اوپر سے دُبلتا تھا— کچھ کچھ سبزی کی ڈنڈی جیسی، جیسا کہ مسز ہارٹل نے اس کا موازنہ کیا تھا۔ اُس نے وِمزے کو سنجیدگی سے اور تہذیب سے خوش آمدید کہا، لیکن اپنے بھانجے کے بارے میں کچھ بھی جاننے سے انکار کر دیا۔ جب وِمزے نے بتایا کہ وہ ایک مشکل اور خطرناک صورتحال میں ہے، تو اُسے کوئی خاص حیرت نہیں ہوئی۔

"اس میں بُری خاندانی خصوصیت تھی،" اس نے کہا۔ "میری بہن بیٹی وہ اتنی نرم دل تھی جتنی وہ نہیں ہونی چاہیے تھی۔"

آئینے میں جھلکتا عکس

"آہ!" وِمزے نے کہا۔ "خیر، ہم سب مضبوط کردار کے مالک نہیں ہو سکتے، حالانکہ جو لوگ ایسے ہوتے ہیں، ان کے لیے یہ بڑی تسلی کی بات ہوتی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ کو کوئی تکلیف ہو، بی بی، اور مجھے معلوم ہے کہ میں اکثر بیکار باتیں کرتا ہوں، کیونکہ میں خود بھی تھوڑا نرم مزاج ہوں—تو میں بات کی اصل بات پر آتا ہوں۔ میں نے سومر سیٹ ہاؤس کے ریکارڈ دیکھے ہیں۔ آپ کے بھانجے رابرٹ ڈک ورتھی کی پیدائش ساؤتھ وارک میں درج ہے، والدین کا نام الفریڈ اور ہیسٹر ڈک ورتھی لکھا ہے۔ وہاں کا نظام بہت شاندار ہے، لیکن ظاہر ہے—انسانوں کا بنایا ہوا ہے—کبھی بھار غلطی ہو ہی جاتی ہے، ہے نا؟"

اُس عورت نے میز پر اپنے جھریوں والے ہاتھ آرام سے رکھے، اور وِمزے نے اُس کی تیز نظر والی سیاہ آنکھوں میں ہلکی سی بے چینی دیکھی۔

"اگر میں زیادہ تنگ نہیں کر رہا، تو بتائیں کہ دوسرے بچے کا کیا نام رکھا گیا تھا؟" عورت کے ہاتھ ہلکے سے کانپے، لیکن اُس نے اطمینان سے کہا: "مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آئی۔"

"معاف کریں، میں بات صاف طریقے سے بیان نہیں کر سکا۔ بات یہ ہے کہ وہ جڑواں بچے تھے، ہے نا؟ مجھے صرف یہ جاننا ہے کہ دوسرے بچے کا کیا نام رکھا گیا تھا؟ یہ بہت ضروری ہے۔"

"آپ کو کیسے پتا چلا کہ وہ جڑواں تھے؟" "اوہ، یہ میرا اندازہ نہیں ہے۔ اگر یہ صرف شک ہوتا، تو میں آپ سے یہ نہ پوچھتا۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اُس کا جڑواں بھائی تھا۔ اور تقریباً یہ بھی معلوم ہے کہ اُس کے ساتھ کیا ہوا۔"

"وہ مر گیا تھا،" اُس نے جلدی سے کہا۔

آئینے میں جھلکتا عکس

"میں آپ سے بحث نہیں کرنا چاہتا،" وِمزے نے کہا، "لیکن وہ مرا نہیں تھا، اور آپ یہ جانتی ہیں۔ وہ اب بھی زندہ ہے۔ مجھے صرف یہ جاننا ہے کہ اُس کا نام کیا رکھا گیا تھا، بس۔"

"اور میں آپ کو یہ کیوں بتاؤں، نوجوان؟"

"کیونکہ،" وِمزے نے کہا، "اگر آپ ناراض نہ ہوں، تو مجھے ایک ناخوشگوار بات کرنی ہے۔ قتل ہو چکا ہے، اور رابرٹ پر شک ہے۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ قتل رابرٹ کے بھائی نے کیا ہے۔ اسی لیے میں اُسے تلاش کر رہا ہوں، آپ سمجھ سکتی ہیں۔ مجھے دلی سکون ملے گا اگر آپ میری مدد کریں گی۔ کیونکہ اگر آپ نے نہ بتایا، تو پھر مجھے پولیس کے پاس جانا پڑے گا، اور پھر آپ کو عدالت میں بطور گواہ بلایا جاسکتا ہے۔ یہ بات میرے لیے بھی ناخوشگوار ہوگی، اور آپ کے لیے بدنامی کا سبب بن سکتی ہے۔ لیکن اگر ہم جلدی سے اُس بھائی کو تلاش کر لیں، تو آپ اور رابرٹ دونوں اس معاملے سے بچ جائیں گے۔"

مسز براؤن کچھ لمحے خاموشی سے سوچتی رہیں۔

"ٹھیک ہے،" اُس نے کہا، "میں آپ کو بتاتی ہوں۔"

چند دن بعد، وِمزے نے چیف انسپکٹر پارکر سے کہا،

"سارا معاملہ بالکل صاف ہو گیا تھا، جب ہمیں رابرٹ ڈک ورتھی کے اندرونی مسئلے (دوہری شخصیت) کا پتہ چلا۔"

"جی ہاں، جی ہاں،" پارکر نے کہا۔ "اس سے زیادہ آسان بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ لیکن پھر بھی، مجھے یقین ہے کہ تم مجھے یہ سب سمجھانے کو بے تاب ہو، اور میں بھی خوشی سے سیکھنے کے لیے تیار ہوں۔ یہ بتاؤ، کیا ہر جڑواں بچہ الٹا سیدھا (یعنی جسم کے اندرونی اعضا معمول سے الٹے) ہوتا ہے؟ اور کیا ہر الٹا سیدھا شخص جڑواں ہی ہوتا ہے؟"

"ہاں، نہیں۔ یایوں کو، نہیں، ہاں۔" وِمزے نے کہا۔ "ہر جڑواں بچہ ایسا نہیں ہوتا، صرف کچھ خاص قسم کے جڑواں ہوتے ہیں۔ خاص طور پر وہ جو ایک ہی خلیے (سیل) کے دو حصوں میں تقسیم ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں آئینہ جڑواں کہتے ہیں، کیونکہ اُن کا جسم ایک دوسرے کا آئینہ ہوتا ہے۔ جیسے ایک کا دل دانیں طرف ہو اور دوسرے کا بائیں طرف۔ یہ سب اس بات پر منحصر ہے کہ ماں کے رحم میں وہ خلیہ کہاں سے تقسیم ہوا۔ یہ تجربہ سائنسدان مینڈک کے بچوں پر یا گھوڑے کے بال پر بھی کرتے ہیں۔"

"میں فوراً نوٹ کر لیتا ہوں کہ اسے آزمانا ہے،" پارکر نے سنجیدگی سے کہا۔
 "سچ یہ ہے کہ میں نے کہیں پڑھا تھا کہ جس انسان کی جسم کے اندرونی اعضا الٹے ہوں، وہ زیادہ تر ایسے جڑواں بچوں میں سے ہوتا ہے۔ تو جب رابرٹ ڈک ور تھی انگلش فلم 'دی اسٹوڈنٹ آف پراگ' یا چوتھی سمت جیسی باتیں کر رہا تھا، تو میں سمجھ گیا کہ اُس کا کوئی جڑواں بھائی ضرور ہوگا، اور وہ کہیں نہ کہیں ظاہر ہونے والا ہے۔"
 "ظاہر ہے کہ جو کچھ ہوا وہ یہ تھا کہ ڈارٹ نام کی تین بہنیں تھیں۔ سوسن، ہیسٹر، اور ایمیلیا۔ سوسن نے براؤن نامی شخص سے شادی کی تھی، ہیسٹر کی شادی ڈک ور تھی سے ہوئی، اور ایمیلیا غیر شادی شدہ رہی۔ مسئلہ یہ تھا کہ ان تینوں میں صرف ایمیلیا کے ہاں بچہ ہونے کی صلاحیت تھی۔ لیکن قدرت نے اُسے ایک نہیں بلکہ جڑواں بچے عطا کیے۔"

"جب بچہ پیدا ہونے والا تھا، اور ایمیلیا کا شوہر اُسے چھوڑ چکا تھا، تو اُس نے اپنی بہنوں سے مدد مانگی۔ سوسن سخت طبیعت کی عورت تھی۔ اُس نے شادی بھی کسی بڑے گھرانے میں کی تھی اور مذہبی باتوں کا سہارا لے کر خود کو الگ کر لیا۔ ہیسٹر نرم دل تھی، اُس نے کہا کہ وہ بچے کو پال لے گی۔ جب بچے پیدا ہوئے، تو وہ جڑواں نکلتے۔"

آئینے میں جھلکتا عکس

"ڈک ورتھی صرف ایک بچے کے لیے تیار تھا، دو کے لیے نہیں۔ تو ہیسٹر سے کہا گیا کہ وہ ایک بچہ چُن لے۔ اُس نے رحم کھا کر کمزور بچے کو چُن لیا — وہی ہمارا رابرٹ تھا، جو آئینہ جڑواں تھا۔ ایمیلیا نے دوسرے بچے کو اپنے پاس رکھا اور جیسے ہی وہ بہتر ہوئی، آسٹریلیا چلی گئی۔ پھر اُس کا کچھ پتہ نہ چلا۔

"ایمیلیا نے اُس بچے کا نام رچرڈ رکھا اور اُس کی رجسٹریشن اپنے نام پر کروائی۔ رابرٹ اور رچرڈ دونوں ہی خوبصورت جوان بنے۔ رابرٹ کو ہمیشہ ہیسٹر کا اپنا بیٹا سمجھا گیا، کیونکہ اُس وقت اتنے سخت قوانین نہیں تھے کہ پیدائش لازمی طور پر رجسٹر کروائی جائے۔ اس لیے سب کچھ خاموشی سے ہو گیا۔

"بعد میں، ایمیلیا کا انتقال ہو گیا، اور اُس کا بیٹا رچرڈ پندرہ سال کی عمر میں ایک بحری جہاز میں کام کر کے واپس لندن آ گیا۔ وہ بچہ بظاہر اچھا نہ تھا۔ دو سال بعد اُس کی اپنے بھائی رابرٹ سے ملاقات ہوئی، اور وہی واقعہ پیش آیا جو فضائی حملے کی رات ہوا تھا۔ "یہ ممکن ہے کہ ہیسٹر کو رابرٹ کے جسم کے اندرونی اعضا کے اُلٹے ہونے کا پتا ہو، یا شاید نہ ہو۔ لیکن رابرٹ کو کبھی یہ بات نہیں بتائی گئی۔ میرا خیال ہے کہ جنگ کے دوران دھماکے کا جو صدمہ اُسے پہنچا، اُس نے اُس کی فطری عادت — جیسے کہ باتیں ہاتھ سے چیزیں پکڑنا — کو اور بھی نمایاں کر دیا۔ اسی صدمے کے بعد اُس میں ایک نیا مسئلہ پیدا ہوا — جب بھی اُس پر ایسا کوئی شدید دباؤ پڑتا، وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھتا۔ یہ ساری کیفیت اُس کے دماغ پر اثر ڈالتی رہی، اور وہ آہستہ آہستہ الجھا ہوا، بے دھیان اور نیند میں چلنے جیسا انسان بن گیا۔

میرا خیال ہے کہ رچرڈ (رابرٹ کا جڑواں بھائی) نے کبھی نہ کبھی اپنے ہم شکل بھائی کی موجودگی کا سراغ لگا لیا ہوگا اور پھر اس بات کا فائدہ اٹھایا۔ یہی اُس آئینے والے واقعے کی اصل وجہ تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب رابرٹ ایک چائے خانے میں گیا، تو اُس نے وہاں کے شیشے والے دروازے کو غلطی سے جام کی دکان کا دروازہ

آئینے میں جھلکتا عکس

سمجھا۔ اصل میں، اُس وقت وہاں رچرڈ آیا ہوا تھا۔ وہ جلدی سے وہاں سے نکل گیا تاکہ کوئی اُسے دیکھ نہ لے۔ خوش قسمتی سے حالات اُس کے حق میں تھے۔ ایسے مواقع اکثر پیش آ جاتے ہیں، خاص طور پر جب دونوں بھائی ایک جیسے کپڑے پہنے ہوں۔ جیسے نرم ہیٹ اور برساتی کوٹ۔ اور موسم بھی بارش سے بھرا، اندھیرا ہو۔

اور پھر وہ تصویر ہے۔ شاید فوٹو گرافر سے ہی غلطی ہو گئی ہو، لیکن مجھے حیرت نہیں ہوگی اگر رچرڈ نے خود سوچ سمجھ کر وہی تصویر منتخب کی ہو، تاکہ کچھ الجھن پیدا کرے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ رابرٹ کے جسمانی نظام کی الٹی ساخت سے واقف تھا۔ کیسے؟ یہ تو معلوم نہیں، مگر شاید اُسے کسی ذریعے سے معلوم ہو گیا ہو۔ مثلاً فوج میں تو یہ بات ریکارڈ پر ہوگی، اور کوئی خبر اُسے مل گئی ہو۔ بہر حال، میں اس بات پر زیادہ زور نہیں دینا چاہتا۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ رابرٹ نے اُسی رات خواب میں گلا گھونٹنے کا منظر دیکھا، جس رات، غالباً، رچرڈ نے جینی ہینز کو قتل کیا۔ کہتے ہیں کہ جڑواں بچوں کے درمیان ایک خاص قسم کا ربط ہوتا ہے۔ جیسے کہ وہ ایک دوسرے کے خیالات محسوس کر لیتے ہیں، یا ایک ہی وقت میں بیمار پڑ جاتے ہیں۔ رچرڈ دونوں میں سے زیادہ طاقتور تھا، اور شاید اُس نے رابرٹ پر ذہنی برتری حاصل کر لی ہو۔ میں اس بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہو سکتا ہے یہ سب اتفاق ہو۔ اصل بات تو یہ ہے کہ تم نے آخر کار اُسے تلاش کر ہی لیا۔

"ہاں۔ ایک بار جب ہمیں سراغ مل گیا، تو کوئی مشکل نہیں تھی۔"

"تو پھر، چلو کیفے کی طرف چلتے ہیں، کچھ پیتے ہیں،" ومزے نے کہا، اور آئینے کے سامنے جا کر اپنی ثانی سیدھی کی۔

آئینے میں جھلکتا عکس

"ویسے، "اُس نے کہا، "آئینے میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ عجیب اور پراسرار سا ہوتا ہے
— ہے نا؟"

اختتام۔۔۔۔۔

مترجم : مظہر حسین
ایم اے (بین الاقوامی تعلقات)
0312-2433707

پیش لفظ

LORD PETER WIMSEY STORIES

کہانیاں DOROTHY L. SAYERS کی تخلیق ہیں اور ان میں ایک ایسا مرکزی کردار پیش کیا گیا ہے جو اپنی ذہانت، مہارت اور ذاتی جدوجہد کے حوالے سے معروف ہے۔ و مزے ایک اعلیٰ درجے کا اشرافیہ شخص ہے جو لندن کے وسطی طبقے سے تعلق رکھتا ہے، لیکن اس کی دلچسپی اور سرگرمیاں دیگر اعلیٰ طبقوں سے ہٹ کر ہیں۔ وہ ایک ماہر تفتیش کار ہے جو مختلف قسم کے جرائم کی تحقیقات کرتا ہے، اور اس کے تمام کیسز میں ایک نیا پہلو اور پیچیدگی ہوتی ہے۔ و مزے ایک وکیل، محقق، اور خود بھی کچھ عجیب و غریب شخصیت کا مالک ہے۔

اس کہانی کو مترجم "مظہر حسین" نے نہایت خوش اسلوبی سے مغربی ادب کے انداز سے اردو زبان میں منتقل کیا ہے، جس میں وہی لطافت، دلکشی اور اثر انگیزی جھلکتی ہے جو پڑھنے والوں کو اپنی گرفت میں لے کر حیرت کی دنیاؤں میں غرق کر دیتی ہے۔

یہ کہانی صرف ایک تفتیشی معمہ نہیں، بلکہ انسان کی نفسیات، معاشرتی حالات اور اخلاقی کشمکش کی عکاسی بھی ہے، جسے پڑھ کر آپ ایک مختلف دنیا کا حصہ محسوس کریں گے۔